Regd S. No 1411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پوسٹ بکس نمبر ۷۲۹۴ کراچی ۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۱۱

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا

روزنامہ

المصلح

فی پرچہ ۱ر

اتوار

۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر: عبدالقادر بی اے

جلد ۶ | ۱۳ فتح ہش ۱۳۳۲ - ۱۳ دسمبر سنہ ۱۹۵۳ء | نمبر ۲۱۲

مشرقی بنگال میں بہت جلد لازمی ابتدائی تعلیم رائج کر دی جائے گی

اساتذہ کے ایک اجتماع میں مشرقی بنگال کے وزیر اعلیٰ مسٹر نور الامین کا اعلان

ڈھاکہ ۱۲ دسمبر۔ مشرقی بنگال کے وزیر اعلیٰ مسٹر نور الامین نے کل رات میمن سنگھ میں ابتدائی سکولوں کے اساتذہ کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ صوبائی حکومت لازمی ابتدائی تعلیم کی سکیم جلد سے جلد نافذ کرنے کی ضرورت پر غور کر رہی ہے۔ آپ نے کہا حکومت نے تعلیمی ترقی کی جو پنج سالہ سکیم بنائی تھی۔ اس پر خاطر خواہ طریق سے عملدرآمد نہ ہو سکنے کی دیگر وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ صوبے میں تربیت یافتہ استادوں کی بہت کمی تھی۔ چنانچہ کوشش کی گئی کہ درس و تدریس کی تربیت دینے کی زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔ تاکہ لازمی تعلیم کی سکیم کو کامیابی کے ساتھ عملی جامہ پہنایا جا سکے۔

آپ نے دوران تقریر میں ابتدائی سکولوں کے اساتذہ کو ان کی اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور انہیں بتایا کہ عوام کے تعاون سے ہی حکومت تعمیر و ترقی کے پروگراموں کو عملی جامہ پہنا سکتی ہے۔ اس سے قبل آپ نے چاٹگام کے ایک انتخابی جلسے میں تقریر کرتے ہوئے کہا مسلم لیگ کے سوا کسی اور وزارت کا برسر اقتدار آنا پاکستان کے مفاد کے لئے خطرناک ہوگا۔ کیونکہ پاکستان کے مسائل کو صرف اور صرف مسلم لیگ ہی حل کر سکتی ہے۔

پاکستان دل سے اس بات کا حامی ہے کہ ایٹمی طاقت کو تعمیر و ترقی کے کاموں میں استعمال کیا جائے

دولت مشترکہ کی پریس ایسوسی ایشن میں چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کی تقریر

لنڈن ۱۲ دسمبر وزیر خارجہ پاکستان آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے کل ایک دعوت میں دولت مشترکہ کے صحافیوں سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ پاکستان کے لئے فوجی سامان حاصل کرنے کے سلسلہ میں امریکہ کے ساتھ گفت و شنید برابر جاری ہے۔ آپ نے اس قسم کی تمام خبروں کی پر زور تردید کی کہ پاکستان امریکہ کے ساتھ کوئی دفاعی معاہدہ کر رہا ہے یا یہ کہ پاکستان میں فوجی اڈے بنانے کی اجازت دینے کے بارے میں گفت و شنید ہو رہی ہے۔ آپ نے صدر آئزن ہاور کی حالیہ تقریر کا خیر مقدم کیا۔ اور کہا کہ ان کی پیشکردہ تجاویز کی کامیابی کا تمام تر انحصار دوسرے ممالک کے ردِ عمل پر ہے۔ اور بالخصوص اس پر کہ روس ان سے کیا اثر لیتا ہے۔ اسی ضمن میں آپ نے اعلان کیا۔ کہ پاکستان دل سے اس بات کے حق میں ہے۔ کہ ایٹمی طاقت کو تباہی کا آلہ کار بنانے کی بجائے تعمیر و ترقی کے کاموں میں استعمال کیا جائے۔ آپ نے امید ظاہر کی۔ کہ ہندوستان اور پاکستان ایک دوسرے کے اور زیادہ قریب آنے کی کوشش کریں گے اور تعاون کے جذبے سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ اس دعوت میں جس کا اہتمام چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کے اعزاز میں دولت مشترکہ کی پریس ایسوسی ایشن نے کیا تھا۔ مشرق وسطی کے سفیروں کے علاوہ معادت آسٹریلیا اور انڈونیشیا کے سفارتی نمائندوں نے بھی شرکت کی نیز دولت مشترکہ کے برطانوی وزیر لارڈ سوئنٹن اور وائٹ ہال سے تعلق رکھنے والے دیگر اعلیٰ برطانوی حکام بھی شریک ہوئے۔

مکرم سید شاہ محمد صاحب ۱۴ دسمبر کو ربوہ روانہ ہونگے

مقامی احباب سٹیشن پہنچکر دعا میں شریک ہوں

کراچی ۱۲ دسمبر۔ جناب سکرٹری صاحب ضیافت جماعت احمدیہ کراچی مطلع فرماتے ہیں کہ مکرم جناب سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا ۱۴ دسمبر پیر کے روز شام کو پانچ بجکر بیس منٹ پر چناب ایکسپریس سے ربوہ روانہ ہوں گے۔ احباب جماعت گاڑی روانہ ہونے سے پہلے اسٹیشن پہنچکر اپنے مجاہد بھائی سے ملاقات کریں۔ اور دعا میں شریک ہوں۔ اسی طرح جماعت ہائے سندھ و پنجاب کے احباب بھی سٹیشنوں پر ملاقات کر سکتے ہیں۔ سید شاہ محمد صاحب انشاء اللہ تعالیٰ ۱۵ دسمبر کی شام کو ربوہ پہنچیں گے۔ احباب بخیر و عافیت پہنچنے کے متعلق دعا فرمائیں۔

سوڈان کے انتخابات میں نیشنل یونینسٹ پارٹی کی مزید کامیابی

۹۷ ممبروں کے ایوان میں سے وہ اب تک ۵۰ نشستوں پر قبضہ کر چکی ہے

خرطوم ۱۲ دسمبر۔ سوڈان کی نیشنل یونینسٹ پارٹی نے جو مصر کے ساتھ الحاق کی حامی ہے۔ اور انتخابات میں پہلے ہی نمایاں کامیابی حاصل کر چکی ہے۔ بعض مزید نشستوں پر قبضہ کیا ہے۔ ابھی ایوان نمائندگان کی پانچ نشستوں کا اعلان باقی تھا۔ ان میں سے تین نشستوں پر نیشنل یونینسٹ پارٹی کے امیدوار کامیاب ہوئے ہیں۔ یہ نشستیں یونیورسٹی کے حلقوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ان میں ووٹنگ "الیکٹورل کالج" کے ذریعہ ہوتی ہے۔ چوتھی نشست محمد احمد محجوب نامی ایک آزاد امیدوار نے جیتی ہے۔ جو سوڈان کی آزادی کا حامی ہے اب ایوان نمائندگان میں پارٹی پوزیشن یہ ہے۔ نیشنل یونینسٹ ۵۰ نشستیں امہ پارٹی ۲۳ آزاد ۱۱ جنوبی پارٹی ۹ سوشلسٹ ری پبلکن ۳ انٹی امپیریلزم فرنٹ ۱ کل تعداد ۹۷ اب نیشنل یونینسٹ پارٹی کو واضح اکثریت حاصل ہو گئی ہے۔ دوسرے نمبر پر امہ پارٹی ہے۔ وہ مصر کے ساتھ الحاق کے خلاف ہے ۱۲ فروری کے برطانوی مصری معاہدے کے تحت پارلیمنٹ سوڈان کے مستقل کا فیصلہ کرنے کی ابھی مجاز نہیں ہے۔ اس فیصلے سے قبل ایک عبوری دور میں سے گزرنا ضروری ہے۔ جو ۳ سال سے متجاوز نہیں ہوگا۔

امریکہ برطانیہ اور فرانس کی نمائندہ کمیٹی

واشنگٹن ۱۲ دسمبر۔ امریکہ کے دفتر خارجہ نے کل اعلان کیا ہے کہ امریکہ برطانیہ اور فرانس کے نمائندوں کا ایک اجلاس ۱۶ دسمبر کو پیرس میں ہو رہا ہے۔ یہ نمائندہ کمیٹی برلن میں منعقد ہونے والی چار بڑوں کی کانفرنس کے سلسلے میں ضروری اقدامات کرے گی۔

مصر کمیونسٹ چین کو تسلیم نہ کرنے کی پالیسی پر بدستور قائم ہے

قاہرہ ۱۲ دسمبر۔ یہاں کے مشہور اخبار الاہرام نے دفتر خارجہ کے ایک ذمہ دار ذریعہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ مصر کمیونسٹ چین کو تسلیم نہ کرنے کی پالیسی پر بدستور قائم ہے۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی کا فی الحال کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا ہے۔

نیویارک ۱۲ دسمبر۔ کل سلامتی کونسل میں لبنان کے نمائندے مسٹر چارلس ملک نے کہا۔ کہ اگر شام کی مرضی کے خلاف اسرائیل کو دریائے اردن کا رخ پھیرنے کی اجازت دے دی گئی۔ تو یہ اقدام غیر فوجی علاقے پر اسرائیل کی بالادستی تسلیم کرنے کے مترادف ہوگا۔ اور اس سے معاہدۂ صلح کی واضح خلاف ورزی لازم آئیگی۔

وزیر اعظم سیلون آئندہ ماہ پاکستان آ رہے ہیں

کراچی ۱۲ دسمبر۔ وزیر اعظم پاکستان کی دعوت پر سیلون کے وزیر اعظم سر جان کوٹلے والا ۱۲ جنوری کو پاکستان آ رہے ہیں۔ یہاں چند روز قیام کرنے کے بعد وہ نئی دہلی بھی جائیں گے۔

ہوائی حادثہ میں تیرہ افراد کی ہلاکت

نئی دہلی ۱۲ دسمبر۔ انڈین ایرلائنز کا ایک مسافر جہاز کو حادثہ پیش آنے سے دس مسافر اور عملہ جہاز کے تین افراد ہلاک ہو گئے صرف ہوا باز زندہ بچ سکا۔ یہ جہاز ناگپور سے مدراس جا رہا تھا۔ لیکن ہوائی اڈے سے پرواز کرتے ہی زمین پر آ رہا۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

تہران یونیورسٹی کی طرف سے رچرڈ نکسن کا اعزاز

تہران ۱۲ دسمبر۔ کل تہران یونیورسٹی کی طرف سے فوج اور پولیس کے کڑے پہرے میں امریکہ کے نائب صدر مسٹر رچرڈ نکسن کو ڈاکٹریٹ کی آنریری ڈگری پیش کی گئی۔ اس اہم تقریب میں سادگی کے باوجود ایرانی شان و شکوہ کی جھلک موجود تھی۔

ماؤ ماؤ کے ٹھکانوں پر شدید بمباری

نیروبی ۱۲ دسمبر۔ کل رائل ایر فورس کے بمبار جہازوں نے کینیا کے جنگل پر پرواز کر کے ایک ایک ہزار اور پانچ پانچ سو پاؤنڈ وزنی بم برسائے۔ اس علاقے کے دیہات میں ماؤ ماؤ تحریک کے لوگ حملے کر کے دہشت پھیلا رہے تھے۔ اندازہ ہے مجموعی طور پر کل ہوائی فوج نے ۱۸۲ ٹن وزن کے بم برسائے

عبدالقادر پرنٹر و پبلشر نے آرمی پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کیا۔

خطبہ جمعہ ۳۸

جماعت کے ہر فرد کو یہ محسوس کرنا چاہیئے کہ اس کی زندگی کے تمام کاموں میں سے سب سے اہم کام تبلیغ و اشاعت اسلام ہے

ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ جماعت کے تمام افراد میں تحریک کر کے تحریک جدید کے وعدے لے اور پھر انکی وصولی کی پوری کوشش کرے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۴ ر دسمبر ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

گزشتہ جمعہ میں میں نے

تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان

کیا تھا۔ اس وقت میں نے وقت کی تعیین نہیں کی تھی۔۔ کہ مغربی اور مشرقی پاکستان کے وعدے کس تاریخ تک مرکز میں آجانے چاہئیں۔ آج میں عارضی طور پر مغربی پاکستان کے لئے ۱۵ ر فروری کی تاریخ مقرر کرتا ہوں اور مشرقی پاکستان کے لئے آخر مارچ کی تاریخ مقرر کرتا ہوں۔ یعنے ان تاریخوں تک ان علاقوں سے وعدے مرکز میں پہنچ جانے چاہئیں اگر بعد میں صیغہ کی سفارش کے مطابق اس میعاد کو بڑھانا پڑا تو بڑھا دیا جائے گا۔

میں جیسا کہ پچھلے سال کہہ چکا ہوں۔ اور اس سال بھی میں نے کہا ہے۔ تحریک اپنے نئے نام کی وجہ سے کوئی نئی چیز نہیں بن جاتی بلکہ

یہ وہی چیز ہے

جس کے متعلق قرآن کریم نے ہر مسلمان کو توجہ دلائی ہے۔ اور جو کام کرنا خدا تعالےٰ نے ہر مسلمان پر فرض قرار دیا ہے۔ قرآن کریم نے امت محمدیہ کا یہ وصف بیان کیا ہے۔ کہ اس کا ہر فرد دوسرے لوگوں کو خیر کی طرف بلاتا ہے۔ اور اس میں شبہ ہی کیا ہے کہ سب سے بڑی خیر قرآن کریم اور اسلام ہے۔ لوگ تو محض اپنے تعلق کی وجہ سے ایک ناقص چیز کو بھی اچھا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ پھر کتنا افسوس ہوگا مسلمانوں پر کہ وہ اپنے تعلق کی بنا پر اچھی چیز کو بھی اچھا نہ سمجھیں

ایک قصہ

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے دربار کے ایک حبشی غلام کو ایک ٹوپی دی۔ اور اسے ہدایت کی۔ کہ تمہارے خیال میں جو سب سے زیادہ خوبصورت بچہ ہو۔ یہ ٹوپی اسکے سر پر رکھ دو۔ وہ غلام سیدھا اپنے بچہ کے پاس گیا۔ اور اس نے وہ ٹوپی اس کے سر پر رکھ دی۔ اس پر سب لوگ ہنس پڑے کیونکہ اس کا بیٹا کالے رنگ کا تھا۔ اس کی شکل بہت بھدی تھی اس کی آنکھیں پھٹی پھٹی تھیں۔ بال چھوٹے اور گنڈلوں والے تھے۔ دوسرے بچے سفید رنگ کے تھے ان کے نقش نازک اور خوبصورت تھے لیکن اس غلام نے ٹوپی پہنائی تو اپنے بدشکل بچہ کو۔ بادشاہ نے کہا میں نے تو تمہیں کہا تھا کہ یہ ٹوپی اس بچہ کو پہنا دو۔ جو تمہارے نزدیک سب سے زیادہ خوبصورت ہو۔ مگر تم نے یہ کیا کیا کہ ایک بدشکل کو یہ ٹوپی پہنا دی۔ اس غلام نے کہا بادشاہ سلامت! آپ نے ٹوپی میرے ہاتھ میں دی تھی۔ اور کہا تھا کہ تمہارے نزدیک جو بچہ خوبصورت ہے یہ ٹوپی اسے پہنا دو۔ اور مجھے یہی بچہ سب سے زیادہ خوبصورت نظر آتا ہے۔ اس واقعہ سے

یہ بتانا مقصود ہے

کہ تعلق کی وجہ سے بھی کسی چیز میں حسن پیدا ہو جاتا ہے۔ حسن دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ذاتی (۲) اضافی۔ ایک حسن تو ایک پینٹر اور نقاش کے نقطہ نگاہ میں ہوتا ہے۔ وہ ایک چیز کو ایسا حسن دینا چاہتا ہے کہ دنیا کے اکثر افراد اسے حسین سمجھ لیں لیکن ایک حسن وہ ہے جو تعلق کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً خاوند کے نزدیک سب سے زیادہ خوبصورت بیوی اس کی اپنی ہوگی اگر یہ جھگڑا چل پڑے کہ فلاں کی بیوی خوبصورت ہے اور میری بدصورت ہے۔ تو دنیا سے امن اور تقویٰ اٹھ جائے۔ اللہ تعالےٰ نے انسانی فطرت ایسی بنائی ہے کہ ایک حسن اس کی نظر میں اس کے تعلق کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس سے دنیا کا امن قائم رہتا ہے۔ پس بیوی جو خاوند کی خدمت کرتی ہے اس کے گھر کو سنبھالتی ہے۔ اس کے بچہ کی ماں ہوتی ہے۔ وہی اس کی نگاہ میں خوبصورت ہوتی ہے۔ خاوند مصوروں کے نقطہ خیال کو نہیں دیکھتا۔ وہ فطرت کو دیکھتا ہے۔ اور فطرت اپنی بیوی کو ہی حسین دکھاتی ہے پس حسن دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ذاتی اور دوسرا اضافی۔ یعنی وہ حسن جو تعلق کی وجہ سے نظر آجاتا ہے۔۔ مثلاً ایک بچہ ہو۔ وہ چاہے کتنا ہی بدصورت ہو۔ اس کی ماں اس سے پیار کرتی ہے اور کہتی ہے واری جاؤں صدقے جاؤں۔ میں تیرے لئے اپنی جان قربان کر دوں۔ حالانکہ دوسرے لوگوں کو اسے دیکھ کر بعض دفعہ گھن آجاتی ہے۔ ایک بچہ رو رہا ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ چاہتے ہیں کہ اس کا سر پھاڑ دیں۔ لیکن اس کی ماں یہی کہتی ہے۔ واری جاؤں۔ صدقے جاؤں۔ آ میں تجھے فلاں چیز دوں۔ فلاں چیز دوں۔ یہ حسن کیا ہے

یہ حسن اضافی ہے

یعنے اپنا بچہ ہونے کے احساس نے اسے خوبصورت کر کے دکھا دیا۔ زلزلے کے ایام میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام عارضی طور پر باغ میں جا کر ٹھہرے۔ تو اتفاقاً مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی جو جھونپڑی بنائی گئی۔ وہ پیر افتخار احمد صاحبؓ مرحوم کی جھونپڑی کے ساتھ تھی۔ اتفاق کی بات ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحبؓ اور پیر افتخار احمد صاحبؓ شہر میں بھی قریب قریب رہتے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ مسجد مبارک کے اوپر والے کمروں میں رہتے تھے۔ اور مسجد کے نیچے ایک دو کوٹھڑیاں تھیں۔ جن میں پیر افتخار احمد صاحبؓ رہتے تھے۔ لیکن بہر حال وہاں کچھ نہ کچھ فاصلہ تھا۔ لیکن باغ میں جا کر فاصلہ بالکل نہ رہا۔ پیر صاحب کے بچے عام طور پر زیادہ روتے تھے۔ لیکن پیر افتخار احمد صاحب بڑے مزے سے انہیں کھلاتے رہتے تھے ہمارے ملک کے عام دستور کے خلاف پیر صاحب بچے خود کھلایا کرتے تھے۔ اور انکی بیوی بچوں کی طرف بہت کم توجہ دیا کرتی تھیں ایک دفعہ پیر صاحب کے بچے رو رہے تھے اور پیر صاحب انہیں تھپکیاں دے کر چپ کرا رہے تھے۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب نے کہا۔ پیر صاحب میرا تو جی چاہتا ہے کہ اس بچہ کو باپ سے چھین کر زمین پر پٹخ دوں۔ یہ اتنا شور مچاتا ہے کہ میرا خون کھولنے لگ جاتا ہے۔ اور میری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ اس شور کو کس طرح برداشت کر لیتے ہیں۔ پیر صاحب نے کہا میری سمجھ میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ بچہ میرا ہے۔ میں اسے کھلا رہا ہوں۔ اور مجھے تو کوئی غصہ نہیں آرہا لیکن آپ کو غصہ کیوں آرہا ہے۔ اب وہ شور بھی انہیں اچھا لگتا تھا کیونکہ وہ ان کا اپنا بچہ تھا۔ غرض اپنی چیز کا بھی ایک حسن ہوتا ہے۔ اور یہ حسن اضافی کہلاتا ہے۔ یعنی یہ حسن دوسروں کو نظر آئے یا نہ آئے۔ تعلق رکھنے والوں کو نظر آتا ہے۔ اب ایک مسلمان کے لئے

یہ کتنی خوشی کی بات ہے

کہ اس کے مذہب کا حسن اضافی بھی ہے اور حسن حقیقی بھی ہے۔ یعنے وہ چیز دوسروں کو بھی اچھی نظر آتی ہے۔ اور پھر وہ حسن اضافی بھی رکھتی ہے۔ یعنے ہر مسلمان کو اپنے تعلق کی وجہ سے وہ حسین نظر آنی چاہیئے۔ گویا اس کے لئے کسی جدوجہد اور کوشش کی ضرورت نہیں۔ وہ چاروں طرف سے مذہب کے حسن میں لپٹا ہوا ہے۔ اگر غیر مذاہب والے اپنے مذہب کے لئے جو اپنے اندر خرابی رکھتا ہے اور اپنی ذات میں خوبصورت نہیں۔ صرف حسن اضافی کی وجہ سے قربانی کرتے ہیں۔ تو کتنے تعجب کی بات ہوگی کہ مسلمان جس کا مذہب حسن اضافی بھی رکھتا ہے اور حسن ذاتی بھی۔ وہ اس کے لئے قربانی نہ کرے۔

ایک شخص کی جیب میں رنگا رنگ کے پتھر پڑے ہوتے ہیں۔ اور وہ ان کو اپنا ہونے کی وجہ سے بچانا چاہتا ہے۔ جیسے بچے ہوتے ہیں۔ وہ خولصبورت پتھروں کی وجہ سے آپس میں لڑ پڑتے ہیں۔ اور ایک شخص کی جیب میں ہیرے ہوتے ہیں۔ ان میں حسن ذاتی بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ ہیرے ہر ایک کو اچھے لگتے ہیں۔ اور حسن اضافی بھی ہوتا ہے۔ یعنی اپنی ذات میں بھی وہ قیمتی ہوتے ہیں۔ اور جس کی ملکیت میں وہ ہوں۔ اس کے لئے وہ حسن اضافی بھی رکھتے ہیں۔ وہ یونہی پڑے ہوں۔ تب بھی وہ قیمتی ہیں۔ اور کسی کے پاس ہوں۔ تب بھی قیمتی ہیں۔ اب کیا کوئی عقلمند انسان یہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ اول الذکر تو پتھروں کی حفاظت کرے گا۔ لیکن دوسرا شخص ہیروں کی حفاظت نہیں کرے گا۔ پس مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ نے

ایسے مقام پر کھڑا کیا ہے

کہ وہ مقام دوسروں کے مقام سے نرالا ہے۔ علاوہ اس کے کہ اسلام اس کا اپنا مذہب ہے۔ اور اس کے لئے حسن اضافی رکھتا ہے وہ اپنی ذات میں بھی ایک حسین چیز ہے۔ اور دوسروں کے لئے بھی اس کا حسن اپنے اندر کشش رکھتا ہے۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعویٰ کیا۔ تو مکہ والوں نے آپ کا مقابلہ کیا۔ ایسے لوگوں نے بھی اپنے وقت کے انبیاءؑ کا مقابلہ کیا تھا۔ وہ لوگ کیوں مقابلہ کرتے تھے۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ کہ وہ کہتے تھے۔ کیا ہم اس مذہب کو چھوڑ دیں جس پر ہمارے آباؤ اجداد قائم تھے۔ گویا وہ ذاتی حسن کو نہیں دیکھتے تھے۔ بلکہ صرف حسن اضافی ان کے پیش نظر تھا۔ اور حسن اضافی بھی اتنا پسندیدہ ہوتا ہے۔ کہ باوجود اس مذہب کے خراب ہونے کے ان لوگوں نے اپنے مذہب کو چھوڑنا نہ چاہا۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ اگر تمہارے آباؤ اجداد بیوقوف ہوں۔ تو کیا پھر بھی تم اس مذہب کو نہیں چھوڑو گے۔ غرض باوجود اس کے کہ وہ جاہلانہ باتیں تھیں۔ ان لوگوں نے ان کے لئے اپنا مال وطن اور عزیز قربان کئے۔ تا وہ چیزیں جو محض جاہلانہ ہیں۔ لیکن ان کی ہیں۔ بچ جائیں۔ لیکن افسوس ہے۔ ایک مسلمان پر کہ وہ اس چیز کے لئے بھی کوئی کوشش نہیں کرتا۔ جو حسن اضافی بھی رکھتی ہے۔ اور اپنی ذات میں بھی اچھی ہے۔ عیسائی لوگ

عیسائیت کی تبلیغ

کے لئے دنیا کے کناروں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ آج سے پچیس تیس سال پہلے میں نے ایک رسالہ میں پڑھا تھا۔ کہ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے پادری بشمولیت چھوٹے پادریوں کے یعنی ان لوگوں کے جو مدرس کے طور پر۔ ڈاکٹر کے طور پر یا نرسوں کی شکل میں مقرر کر دئیے جاتے ہیں۔ ۵۶ لاکھ ہیں۔ اب اس سے اندازہ لگا لو۔ کہ اگر چرچ کے ساتھ تعلق رکھنے والا کام یعنی تبلیغ۔ تصنیف۔ تدریس ڈاکٹر اور نرسوں کا کام ۵۶ لاکھ آدمی کر رہا ہے۔ تو ان پر کتنا روپیہ خرچ ہو رہا ہوگا۔ ہمارے ملک کے گذاروں اور تنخواہوں سے ان ملکوں کے گذارے اور تنخواہیں بہت زیادہ ہیں۔ ہمارے ملک میں پچاس ساٹھ روپے ماہوار پر ایک آدمی رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن امریکہ میں چھوٹی سے چھوٹی تنخواہ ۱۲۰ ڈالر یعنی چارسو روپیہ ماہوار ہے۔ اگر اس سے کم تنخواہ دی جائے۔ تو حکومت اس پر مواخذہ کرتی ہے۔ اسی طرح

انگلستان میں

ان سکیلڈ لیبر (Unskilled Labour) پر دو تین پونڈ ہفتہ وار لگ جاتے ہیں۔ جو ہمارے ملک کے لحاظ سے سو سوا سو روپیہ بنتا ہے۔ اور فنی مزدور پر تو سات آٹھ پونڈ ہفتہ وار خرچ آجاتا ہے۔ یعنی ان کی تنخواہ تین تین چار چار سو روپیہ ماہوار ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں ہائی سکول کے ایک ہیڈ ماسٹر کی تنخواہ تین یا چارسو روپیہ ماہوار ہوتی ہے۔ لیکن ان کے ایک مزدور کی اس قدر تنخواہ ہوتی ہے۔ اور اگر ان ملکوں میں ایک مزدور کی اس قدر تنخواہ ہوتی ہے تو تم خود اندازہ لگا لو۔ کہ ان ۵۶ لاکھ مشنریوں۔ مصنفوں۔ ڈاکٹروں۔ ٹیچروں اور نرسوں۔ خدمتگاروں پر کیا خرچ آتا ہوگا۔ اگر

کم از کم ایک سو روپیہ ماہوار

خرچ فی فرد بھی لگا لیا جائے۔ تو ۵۶ کروڑ روپیہ ماہوار خرچ آجاتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ وہ خرچ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ جو عیسائیت کی ترقی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ یہ تمام صیغے چاہے وہ ڈاکٹر ہوں نرسیں ہوں۔ سکول ہوں۔ کالج ہوں۔ سوال و جواب لکھانے والے ہوں۔ یا سبق یاد کرانے والے ہوں۔ مثلاً مسیح کون تھا۔ اور وہ کیوں آیا۔ جیسے ہم نے دیہاتی مبلغین رکھے تھے۔ لٹریچر تقسیم کرنے والے ہوں۔ جن کا کام پمفلٹ تقسیم کرنا ہوتا ہے۔ ان کا مقابلہ صرف ہماری جماعت کر رہی ہے۔ باقی سارے مسلمان حکومتوں۔ بادشاہتوں۔ اور وزارتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ صرف ہماری ہی جماعت ہے۔ جس کی بادشاہت صرف اسلام ہے۔ جس کی حکومت صرف اسلام ہے۔ جس کی عزت صرف اسلام ہے۔

تعجب کی بات ہے

کہ وہ مسلمان جو حکومتوں بادشاہتوں اور وزارتوں کے متلاشی ہیں۔ اور رات دن انہی کے پیچھے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ہم پر الزام لگاتے ہیں۔ کہ تم سیاسی انقلاب برپا کرنا چاہتے ہو۔ حالانکہ جہاں تک یہ سوال ذہنیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ ہر ایک شخص انقلاب برپا کرنا چاہتا ہے۔ کیا ایک مزدور نہیں چاہتا۔ کہ اس کی حالت پہلے سے اچھی ہو۔ کیا اس خواہش اور جذبہ کی بناء پر اسے باغی قرار دیا جائے گا۔ کیا اسے حکومت کا تختہ الٹنے والا قرار دیا جائے گا۔ کیا ایک ڈسپنسر نہیں چاہتا۔ کہ اس کی تنخواہ بڑھ جائے۔ اور ڈاکٹر اس پر زیادہ سختی نہ کر سکیں۔ اس قسم کا ذہنی انقلاب ہر ایک شخص میں ہوتا ہے۔ پس ہمارا یہ خواہش کرنا کہ اسلام کی تعلیم دنیا میں پھیلے۔ اور تمام ادیان پر غالب آجائے سیاسی انقلاب نہیں

سیاسی انقلاب وہ ہوتا ہے

جس کے لئے سیاسی تراکیب استعمال کی جائیں پس جہاں تک ہماری یہ خواہش ہے۔ کہ اسلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم تمام دنیا پر غالب آجائے۔ ہمیں اس کا انکار نہیں۔ لیکن ایک ادنیٰ عقل والا بھی اسے سیاست نہیں کہہ سکتا۔ یہ ایک خالص مذہبی خواہش ہے۔ یہ خواہش سیاسی تب بنتی ہے۔ جب اس کے حاصل کرنے کے لئے سیاسی جتھے بنائے جائیں۔ سیاسی پارٹیاں بنائی جائیں۔ تا حکومت پر قبضہ کیا جائے۔ تب اس کا نام سیاست ہوگا۔ اس سے پہلے یہ صرف مذہب ہے۔ پھر صرف مذہب ہی نہیں چاہتا۔ کہ وہ دوسروں پر غالب ہو۔ فلسفہ بھی یہی چاہتا ہے۔ جب کوئی شخص فلسفہ پڑھتا ہے۔ اور اقتصادی اور معاشی حالات کے ماتحت علم حاصل کرتا ہے۔ تو وہ بھی یہی چاہتا ہے۔ کہ ان میں سے اچھی باتوں کو دنیا میں جاری کیا جائے۔ اس خواہش کی بناء پر ہم اسے ایک فلسفی تو کہیں گے۔ لیکن ایک انقلابی نہیں کہیں گے۔ جس طرح اسلام کے متعلق اس قسم کی خواہش رکھنے والے کو ہم مذہبی کہیں گے۔ انقلابی نہیں کہیں گے۔ اسی طرح فلسفیانہ تجربوں کے ماتحت

اقتصادی اور معاشی تغیر

کی خواہش رکھنے والے کو ہم صرف فلسفی کہیں گے۔ لیکن جب اس کے لئے جوڑ توڑ شروع ہوں گے۔ اور اس کے لئے آئینی طریقے استعمال کئے جائیں گے۔ تو ہم کہیں گے یہ آئینی سیاست ہے اور جب یہ جوڑ توڑ غیر آئینی طریقوں سے ہوں گے۔ تو ہم اسے غیر آئینی سیاست کہیں گے۔ لیکن منبع کے لحاظ سے وہ صرف فلسفہ ہوگا۔ یا صرف مذہب ہوگا۔ غرض دوسرے لوگ کچھ کہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم دنیوی حکومت نہیں چاہتے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہماری زندگیاں تبلیغ اور اشاعت اسلام میں لگ جائیں۔ باقی یہ کہ کسی جگہ احمدی زیادہ ہو جائیں۔ اور جمہوریت کے لحاظ سے وہ زیادہ نمائندگی کا حق رکھتے ہوں۔ تو یہ ہماری تحریک کا حصہ نہیں۔ یہ ایک اتفاقی حادثہ ہوگا۔ ہماری دلچسپی صرف اسی میں ہے۔ کہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی تبلیغ پھیل جائے۔ اور پھر اسلام

تمام ادیان پر غالب

آجائے۔ جس طرح کہ وہ قدیم ایام میں غالب تھا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اور اسی کام کے لئے تحریک جدید کو جاری کیا گیا ہے۔ اور یہی کام ہر مسلمان پر واجب قرار دیا گیا ہے۔ پس یہ تحریک کسی خاص گروہ سے مختص نہیں۔ بلکہ ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ اس میں حصہ لے۔ جو احمدی اس تحریک میں حصہ نہیں لے گا۔ ہم اسے احمدیت اور اسلام میں کمزور سمجھیں گے۔ کیونکہ جس شخص کے دل میں یہ خواہش نہیں۔ کہ وہ

اسلام کی خدمت

اور احمدیت کی اشاعت کے لئے کچھ خرچ کرے۔ اس کا اسلام لانا یا احمدیت قبول کرنا محض بیکار ہے۔

میں نے جیسا کہ پہلے بھی بتایا ہے۔ پہلے دور والوں اور دوسرے دور والوں میں میں نے فرق رکھا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ

سابقون الاولون

ہیں۔ ۱۹ سال کے بعد ان کے نام چھپوا کر لائبریریوں میں رکھے جائیں۔ جماعتوں کے اندر پھیلائے جائیں۔ خود ان کے پاس یادگار کے طور پر بھیجے جائیں۔ تا وہ انہیں اپنی اپنی زندگی میں

بطور یادگار

اپنے پاس رکھیں اور اپنے بعد اپنی نسلوں کے لئے یادگار کے طور پر چھوڑ جائیں۔

میں نے یہ بھی بتایا تھا۔ کہ پہلے لوگوں نے

انتہائی قسم کی قربانی

کی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ جماعت کے بعض مردوں اور عورتوں نے اس تحریک میں اپنی پانچ پانچ چھ چھ ماہ کی آمد لکھوا دی تھی۔

اور اس کی وجہ یہ تھی

کہ یہ تحریک پہلے محدود عرصہ کے لئے تھی

اور انہوں نے خیال کیا کہ چلو اتنے سال ہم قربانی کرلیں۔ اب اسے ہمیشہ کے لئے کردیا گیا ہے۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لئے اتنی قربانی کرنا درحقیقت اب ابدی ہے کہ ہر شخص نہیں اٹھا سکتا ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ بغیر اولاد کے ہوں۔ یا وہ اپنے اخراجات بہت کفایت سے کرتے ہوں۔ ان کو مستثنیٰ سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ اگر چاہیں تو اپنی قربانی کو اس معیار پر رکھیں لیکن باقی لوگوں کے لئے جنہوں نے پہلے سالوں میں بہت زیادہ قربانی کی میری تجویز ہے۔ کہ وہ اپنے معیار قربانی کو گرادیں۔ مگر یکدم گرانے سے چونکہ بجٹ کو نقصان پہنچے گا۔ اس لئے وہ یکدم نہ گرائیں بلکہ ہر سال دس دس فی صدی کمی کرتے جائیں۔ میرے نزدیک موجودہ آمدنوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اگر کوئی شخص اپنی ایک ماہ کی آمد کا پچاس فی صدی دے دیتا ہے تو یہ ایک اچھی قربانی ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ دوسرے چندے بھی ہیں۔ جو فرضاً دینے پڑتے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص

اپنی ایک ماہ کی آمد کا نصف

دے دیتا ہے۔ مثلاً اس کی سو روپیہ ماہوار آمد ہے تو وہ پچاس روپے وعدہ لکھوادے تو سمجھا جائے گا۔ کہ اس نے اچھی قربانی کی ہے اور اگر وہ ایک ماہ کی پوری آمد یعنی سو کی سو روپے ہی بطور وعدہ لکھوا دے۔ تو ہم سمجھیں گے۔ کہ اس نے تکلیف اٹھا کر قربانی کی ہے۔ لیکن جنہوں نے پانچ پانچ یا چھ چھ ماہ کی آمدنیاں چندہ میں لکھوا دی ہیں وہ اگر اپنی قربانی کو آئندہ بھی اسی معیار پر رکھیں۔ تو وہ گھر کے نظام کو بگاڑنے والے ہوں گے۔ سوائے چند افراد کے کہ جن کے اخراجات محدود ہیں۔ عام حالات میں یہ اجازت ہے۔ بلکہ میں یہ پسند کروں گا۔ کہ ایسے لوگ ہر سال دس فیصدی کے حساب سے اپنا چندہ کم کرتے جائیں۔ یہاں تک کہ چندہ ایک ماہ کی آمد کے برابر ہو جائے۔ تا اتنے عرصہ میں دور دوم کو ترقی حاصل ہو جائے۔ اور چندہ کی مقدار بڑھ جائے۔ پس ہر احمدی مرد اور ہر احمدی بالغ عورت کا فرض ہے۔ کہ اس تحریک میں شامل ہو بلکہ بچوں میں بھی تحریک کی جائے۔ اور رسمی طور پر انہیں اپنے ساتھ شامل کیا جائے۔ مثلاً اپنے وعدہ کے ساتھ ان کی طرف سے بھی کچھ حصہ ڈال دیں۔ چاہے ایک پیسہ ہو دو پیسے ہوں۔ یا ایک آنہ ہو۔ اس سے ان کے دلوں میں تحریک ہوگی۔ بلکہ بجائے بچہ کی طرف سے خود وعدہ لکھوانے کے اسے کہو۔ کہ وہ خود وعدہ لکھوائے اس سے اس کے اندر یہ احساس پیدا ہوگا۔ کہ میں چندہ دے رہا ہوں۔ بعض لوگ

بچوں کی طرف سے چندہ

لکھوا دیتے ہیں۔ لیکن انہیں بتاتے نہیں اس سے پورا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بچے کی یہ عادت ہوتی ہے۔ کہ وہ سوال کرتا ہے۔ جب تم اس سے کہوگے۔ کہ جاؤ تم اپنی طرف سے چندہ لکھواؤ۔ تو وہ پوچھے گا۔ چندہ کیا ہوتا ہے۔ اور جب تم چندہ کی تشریح کروگے تو وہ پوچھے گا۔ یہ چندہ کیوں ہے۔ پھر تم اس کے سامنے اسلام کی مشکلات اور اس کی خوبیاں بیان کروگے۔ پس بچہ کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ مادہ رکھا ہے۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ سوال کرتا ہے۔ اگر تم ایسا کروگے تو ان کے اندر نئی روح پیدا ہوگی۔ اور بچپن سے ہی ان کے اندر اسلام کی خدمت کی رغبت پیدا ہوگی۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے مغربی پاکستان کے لئے

وعدوں کی آخری تاریخ

۱۵ رفروری ہوگی۔ اور مشرقی پاکستان کے لئے میں آخر مارچ کی میعاد مقرر کرتا ہوں ایسے غیر ممالک کے لئے۔ جن میں ہندوستانی بکثرت آباد ہیں۔ حسب دستور آخری اپریل تک کی میعاد ہے۔ اور جن ممالک میں ہندوستانی کثرت سے نہیں پائے جاتے ان کے لئے وعدوں کی آخری میعاد ۱۵ رجون ہوگی۔ ان تاریخوں تک وعدوں کی لسٹیں آجانی چاہئیں۔ مگر چونکہ بجٹ دسمبر میں بن جاتا ہے۔ اس لئے تمام جماعتوں کو یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے وعدے ۳۱ دسمبر تک بھجوا دیں۔ تاکہ ان پر آئندہ بجٹ کی بنیاد رکھی جا سکے۔

میں پہلے دور والوں سے یہ کہتا ہوں۔ کہ وہ بجائے سستی کے کہ میں نے ان کے لئے نرمی پیدا کر دی ہے

اپنے اندر چستی پیدا کریں

اور ان میں سے ہر ایک دو دو آدمیوں کو تحریک کرکے ان کے وعدے لکھوائے اس طرح امید ہے کہ دور دوم کی اتنی رقم ہو جائے گی۔ کہ اس سے تبلیغ وسیع کی جا سکے۔ سردست دفتر دوم والوں کی قربانی کا معیار بہت کم ہے۔ اور وصولی بھی بہت کم ہے پچھلے دو سالوں کا لحاظ رکھا جائے تو وصولی ۹۴ - ۹۵ ہزار کی ہوتی ہے اور وعدے سوا ڈیڑھ لاکھ کے ہوتے ہیں۔ اب ظاہر ہے۔ کہ ۹۴ - ۹۵ ہزار کے ساتھ دنیا میں تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ تحریک جدید کا سالانہ بجٹ کم سے کم ساڑھے چار لاکھ کا بنتا ہے اور صاف ظاہر ہے کہ یہ کام ۹۵ ہزار روپے سے نہیں ہو سکتا۔ اور موجودہ بجٹ سے بھی جو کام ہوتا ہے۔ وہ بہت ناقص ہے جب تک ہم اپنے مشنوں کا سائر کا بجٹ نہ بڑھائیں۔ انہیں

کتابوں اور لٹریچر کی اشاعت

کے لئے رقم نہ دیں۔ انہیں دوروں کے لئے خرچ نہ دیں۔ تبلیغ وسیع نہیں ہو سکتی۔ ایک آدمی کو کسی غیر ملک میں بٹھا دینا۔ اور اس کو ڈیڑھ دو سو روپیہ ماہوار دے دینا۔ اس سے تبلیغ وسیع نہیں ہو سکتی اتنی رقم تو ان ملکوں کے لحاظ سے ایک مبلغ کی خوراک کے لئے بھی کافی نہیں ہم نے اگر تبلیغ کو وسیع کرنا ہے۔ تو آہستہ آہستہ ہمیں مبلغوں کے اخراجات کو کم از کم ان ملکوں کے مزدور کے برابر کرنا پڑے گا۔ اور انہیں کافی مقدار میں سائر اخراجات دینے پڑیں گے۔ تا وہ ملک میں دورے کرسکیں۔ لیکچر دے سکیں۔ کتب اور پمفلٹ شائع کرسکیں۔ اگر موجودہ مشنوں پر ہی۔ ہم آئندہ تبلیغ کی بنیاد رکھیں اور سائر کے اخراجات کافی مقدار میں دیں۔ تو موجودہ اخراجات سے دوگنے اخراجات کم سے کم ہمیں برداشت کرنے ہوں گے۔ اس وقت

ہمارا کل بجٹ ساڑھے چار لاکھ کا ہے

گویا ہم نو لاکھ روپے سے محدود طور پر تبلیغ کرسکتے ہیں۔ لیکن اگر ہم یورپین طریق پر چلیں۔ تو ہم موجودہ مبلغوں سے ۱۸ لاکھ روپیہ خرچ کرکے کام لے سکتے ہیں۔ اگر ہم ۱۸ لاکھ روپیہ تبلیغ کے لئے خرچ کریں تو ہمارے مبلغ دورے کرکے مختلف شہروں میں لیکچر دے سکتے ہیں۔ لیکچروں کے لئے ہال کرایہ پر لے سکتے ہیں۔ بڑے لوگوں سے مل سکتے ہیں۔ لٹریچر شائع کرنے اور اسے تقسیم کرنے کے ذریعہ تبلیغ کو وسیع کر سکتے ہیں۔ لیکن

ہمارے موجودہ مبلغین

تو نہایت محدود تعداد میں ہیں۔ کجا ۵۶ لاکھ اور کجا دو سو۔ گویا ہمارے مبلغین عیسائی مبلغین کا ۲۸ ہزارواں حصہ ہیں۔ یعنی ۲۸۰۰۰ روپیہ کے مقابلہ میں ہماری حیثیت صرف ایک روپیہ کی ہے۔ لیکن پھر بھی اگر موجودہ مشنوں کو اعلیٰ پیمانہ پر قائم کیا جائے۔ اگر انہیں سائر اخراجات عمدگی سے دیئے جائیں تو وہ کئی گنا زیادہ کام کرسکتے ہیں۔ ہم عام طور پر ایک مبلغ کو چار پانچ پونڈ ماہوار تبلیغ کے لئے دیتے ہیں۔ اب تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ کیا وہ اس رقم میں ملک کے وسیع دورے کرسکتا ہے؟ وہ لٹریچر شائع کرسکتا ہے؟ وہاں تو ایک لیکچر کے لئے اتنی رقم میں ایک دفعہ ایک ہال ہی کرایہ پر لیا جا سکتا ہے۔ پھر وہ اس جگہ تک پہنچے گا کس طرح؟ پھر انٹرسٹ رکھنے والوں کو لٹریچر کیسے مہیا کرے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم اپنے مبلغین کو کم از کم صد سو پونڈ ماہوار سائر کے لئے دیں۔ تو انہیں کسی حد تک آزادی نصیب ہو سکتی ہے۔ کہ وہ ملک کے دورے کریں۔ لیکچر دیں اور لٹریچر تقسیم کرسکیں۔ اس دن کے لئے ہمیں تیار رہنا چاہیئے۔ اور یہ تیاری تبھی ہو سکتی ہے۔ جب

جماعت کا ہر فرد یہ محسوس کرے

کہ اس کی زندگی کے تمام کاموں میں سے۔ سب سے اہم کام تبلیغ اور اشاعت اسلام ہے۔ اس وقت ہمارے مشن زیادہ تر افریقن اور ایشیائی ممالک میں ہیں۔ کچھ مشن یورپین اور امریکن ممالک میں بھی ہیں ہم نے ان مشنوں کی تعداد کو بڑھانا ہے۔ اور انہیں اس قدر مضبوط کرنا ہے۔ کہ ہم اسلام کو پھیلا سکیں۔ اگر ہم ایسا نہ کریں۔ تو جو بیج ہم نے پھینکا ہے۔ وہ بھی رائیگاں جائے گا۔ تم جانتے کہ جب تم کسی کھیت میں گندم بوتے ہو تو پھر اس کی نگہداشت کرتے ہو۔ اسے وقت پر پانی دیتے ہو۔ تب جاکر تم اس کھیت سے فصل حاصل کرتے ہو۔ لیکن اگر تم ایک ایکڑ میں ۲۰ - ۲۵ سیر دانے پھینک دو اور پھر اس میں ایک لوٹا پانی کا گرادو۔ تو تمہارے ۲۰ - ۲۵ سیر دانے جو تم نے بیج کے طور پر پھینکے تھے۔ وہ بھی ضائع ہو جائیں گے۔ اور کسی فصل کی بھی تم امید نہیں کرسکوگے۔ اس طرح اگر ہم نے تبلیغ کے اخراجات کو نہ بڑھایا۔ تو موجودہ دو سو مبلغ بھی ضائع ہو جائیں گے۔ اگر ان مبلغین کے لئے سامان بہم نہ پہنچائے گئے۔ تو ظاہر ہے کہ موجودہ حالت میں تو ہم ان کے لئے خوراک بھی مہیا نہیں کر رہے پس چاہیئے کہ جماعت

قربانی کے لئے تیار ہو جائے

ہر احمدی فرد۔ ہر سیکرٹری۔ اور ہر پریذیڈنٹ۔ اور ہر بارسوخ آدمی کا فرض ہے کہ وہ جماعت کے تمام افراد میں۔ تحریک کرکے ان سے تحریک جدید کے وعدے لے۔ ان وعدوں کی اطلاع مرکز کو دے۔ اور پھر ان کی وصولی کے لئے پوری کوشش کرے تا دور اول سے دور دوم کی طرف آنے کی وجہ سے تحریک جدید کو نقصان نہ پہنچے۔ بلکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ ترقی کر جائے۔۔

درخواست دعا

میرے والد مکرم چوہدری حاکم دین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں دل کی کمزوری کے عارضہ سے لاہور میو ہسپتال میں ایک ہفتہ سے زیر علاج ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ چوہدری فضل

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ

۲۶-۲۷-۲۸؍ دسمبر ۱۹۵۳ء

۲۶-۲۷-۲۸؍ فتح ۱۳۳۲ ہش

پہلا دن ۲۶؍ دسمبر ۱۹۵۳ء بروز ہفتہ

پہلا اجلاس

۹-۰۰ سے ۹-۱۵ تک تلاوت قرآن کریم و نظم

۹-۱۵ سے ۹-۴۵ تک افتتاحی تقریر — سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز امام جماعت احمدیہ

۹-۴۵ سے ۱۰-۱۵ تک ذکر حبیب — حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب ڈی ڈی سابق مبلغ انگلستان

۱۰-۱۵ سے ۱۱-۰۰ تک جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے حالات — جناب سید شاہ محمد صاحب رئیس التبلیغ انڈونیشیا

۱۱-۰۰ سے ۱۱-۴۵ تک محبت الٰہی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم — جناب مرزا عبد الحق صاحب بی اے ایل ایل بی پراونشل امیر جماعت سرگودھا

دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر و عصر

۱-۰۰ سے ۱-۱۵ تک تلاوت قرآن کریم و نظم

۱-۱۵ سے ۲-۰۰ قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ نہیں : جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری پرنسپل جامعۃ المبشرین احمدیہ

۲-۰۰ سے ۲-۴۵ تک مذہبی آزادی کے متعلق اسلام کا نقطۂ نظر — جناب ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم بی اے ایل ایل بی - گجرات

وقفہ ۵ منٹ برائے اعلانات

۲-۵۰ سے ۳-۳۵ تک اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے متعلق پیشگوئیاں : جناب مولوی عبد الغفور صاحب فاضل مبلغ لاہور

دوسرا دن ۲۷؍ دسمبر ۱۹۵۳ء بروز اتوار پہلا اجلاس

۹-۰۰ سے ۹-۱۵ تک تلاوت قرآن کریم و نظم

۹-۱۵ سے ۱۰-۰۰ تک بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات — جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب فاضل بی اے وکیل التبشیر تحریک جدید

۵ منٹ وقفہ برائے اعلانات

۱۰-۰۵ سے ۱۰-۵۰ تک اسلام اور تزکیۂ نفس — جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ جماعت احمدیہ

۵ منٹ وقفہ برائے اعلانات

۱۰-۵۵ سے ۱۱-۴۰ تک تجارت کے متعلق اسلامی تعلیم — جناب صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج لاہور

دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر و عصر

۱-۳۰ سے ۱-۴۵ تک تلاوت قرآن کریم و نظم

تقریر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ امام جماعت احمدیہ

تیسرا دن ۲۸؍ دسمبر ۱۹۵۳ء بروز پیر

پہلا اجلاس

۹-۰۰ سے ۹-۱۵ تک تلاوت قرآن کریم و نظم

۹-۱۵ سے ۱۰-۰۰ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حکومت برطانیہ — جناب مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم اے ناظر امور عامہ و خارجہ

۵ منٹ وقفہ برائے اعلانات

۱۰-۰۵ سے ۱۰-۵۰ تک شمائل محمد صلی اللہ علیہ وسلم : جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس فاضل سابق امام مسجد لندن

۵ منٹ وقفہ برائے اعلانات

۱۰-۵۵ سے ۱۱-۴۰ تک تربیت کے لحاظ سے ہماری ذمہ داریاں : جناب مولوی قمر الدین صاحب فاضل انسپکٹر تعلیم و تربیت

دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر و عصر

۱-۳۰ سے ۱-۴۵ تک تلاوت قرآن کریم و نظم

تقریر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ امام جماعت احمدیہ

نوٹ نمبر ۱ :- پروگرام میں تبدیلی کا اختیار ناظر دعوت و تبلیغ کو ہوگا۔

نوٹ نمبر ۲ :- دوران تقریر میں کسی صاحب کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی

(ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ)

پروگرام شب بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۵۳ء

۲۶؍ دسمبر ۱۹۵۳ء

زیر صدارت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر

(۷ بجے شب سے ۸-۴۰ تک)

۷-۰۰ سے ۷-۱۵ تک تلاوت قرآن کریم — السید محمد سلیم الحسن الجابی

۷-۱۵ سے ۷-۲۵ تک نظم — مسٹر رحیم بخش آف گیانا

۷-۲۵ سے ۷-۴۰ تک تقریر بزبان اردو حالات انڈونیشیا = مکرم صالح الشیبی صاحب انڈونیشین

۷-۴۰ سے ۷-۵۵ تک تقریر بزبان عربی شام میں احمدیت — السید محمد سلیم الحسن الجابی

۷-۵۵ سے ۸-۱۰ تک تقریر بزبان اردو میں نے اسلام کیوں قبول کیا — مسٹر عبد الشکور کنزے

۸-۱۰ سے ۸-۲۵ تک تقریر بزبان اردو — مسٹر رشید احمد صاحب امریکن

۸-۲۵ سے ۸-۴۰ تک تقریر بزبان انگریزی امریکہ میں اسلام — مسٹر عبد الشکور ورش

نوٹ :- یہ اجلاس جلسہ گاہ میں ہوگا۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ ربوہ)

حضرت حکیم محمد عبد الصمد صاحب رضی اللہ عنہ کو سپرد خاک کر دیا گیا

کراچی ۱۲؍ دسمبر :- حضرت حکیم محمد عبد الصمد صاحب دہلوی رضی اللہ عنہ کو کل بروز جمعہ بعد دوپہر علاقہ میوہ شاہ کے احمدیہ قبرستان میں امانتاً سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ نے مورخہ ۱۰؍ دسمبر کو جمعرات کے روز ۷۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا تھا۔ کل نماز جمعہ کے بعد آپ کا جنازہ احمدیہ ہال میں لایا گیا۔ اور تمام احباب جماعت نے مبلغ سلسلہ مکرم مولوی عبد المالک خان صاحب کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی :-

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور موصی تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۹۰۵ء کے اواخر میں دہلی تشریف لے گئے۔ تو وہاں اس حال میں کہ ہر طرف سے شدید مخالفت ہو رہی تھی۔ آپ حضور علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہوکر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ۱۹۱۱ء میں آپ بسلسلہ مطب دہلی کو ترک کر کے قصبہ اچولی (ضلع میرٹھ) میں جا آباد ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں آپ نے اپنے اہل و عیال کو مستقل رہائش کے لئے قادیان بھجوا دیا اور جماعتی ضرورت کے پیش نظر خود اچولی میں ہی مقیم رہے۔ بعد میں خود بھی ہجرت کر کے ۱۹۳۳ء میں قادیان تشریف لے آئے۔ اور تقسیم سے قبل ۱۹۴۷ء تک وہیں مطب کرتے رہے۔ آپ نہایت متقی پرہیزگار اور یادِ خدا میں مصروف رہنے والے بزرگ تھے۔ ہر چند کہ بہت سادہ طبیعت اور کم گو واقع ہوئے تھے۔ تاہم تبلیغ کا شوق جنون کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ نماز تہجد خاص التزام سے ادا فرماتے۔ اور دوسروں کو بھی یہی تلقین کرتے۔ کہ خدا کو راضی کرنے کا اصل ذریعہ تہجد ہے۔ جب تک فرض نماز سے بڑھ کر تہجد کا التزام نہیں کروگے۔ اس وقت تک خدا کی خوشنودی تمہیں حاصل نہیں ہوگی۔

آپ نے تین لڑکے اور پانچ لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ ان میں سے دو لڑکے اور تین لڑکیاں بفضلہ تعالیٰ شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

شکریہ و درخواست دعا :-

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عزیزی منصور احمد صاحب شرما سلمہ اللہ تعالیٰ جو ۲۴؍ جون ۵۳ء کو جناح سنٹرل ہسپتال میں داخل ہوئے تھے۔ ۱۲؍ دسمبر ۵۳ء کو کامیاب اپریشن کے بعد صحتیاب ہوکر گھر واپس آگئے ہیں۔ الحمد للہ۔ میں ان تمام احباب کا جنہوں نے بذریعہ خطوط تار یا زبانی اظہار ہمدردی فرمایا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (میں ان کو فرداً فرداً بھی جواب دے رہا ہوں) اور آئندہ بھی ان سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ (فتح محمد شرما کراچی)

خدام الاحمدیہ کا مالی ہفتہ - ۸ سے ۱۵؍ دسمبر تک

روزنامہ [illegible] کراچی مورخہ ۱۳ [illegible]

صورت حال کو خراب ہونے سے بچانے کا واحد ذریعہ یہی تھا کہ فوج انتظام سنبھال لے

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں خواجہ ناظم الدین کے بیان کا آخری حصہ

خواجہ ناظم الدین پر آخری روز کی جرح کا بیشتر حصہ گذشتہ اشاعتوں میں آچکا ہے۔ ذیل میں اس کا آخری حصہ دیا جا رہا ہے:۔

سوال:۔ کیا ۶ مارچ کو خفیہ فون استعمال کیا گیا تھا۔ جواب:۔ نہیں دن بھر ہم صرف جنرل ٹیلیفون استعمال کرتے تھے۔ اور ان باتوں میں سے ایک کے دوران میں جب گورنر نے اس بات کی طرف اشارہ کیا۔ کہ فوج نے تمام انتظام سنبھال لیا ہے۔ تو ٹیلیفون کو فوراً کاٹ دیا گیا۔

انہوں نے عدالت کو بتایا۔ کہ فوج کے متعلق مسٹر دولتانہ نے کچھ نہیں کہا تھا۔ اس پر وکیل نے پوچھا۔ کہ کیا گورنر نے کرنل اسکندر مرزا کو ہدایت کی تھی۔ کہ وہ جنرل اعظم سے انتظام سنبھال لینے کے لئے کہیں۔ اس پر خواجہ ناظم الدین نے کہا۔ دراصل میں نے ان سے کہا تھا۔ کہ جنرل اعظم کو انتظام سنبھال لینے کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔ یہ فرض کر لیا گیا تھا۔ کہ حالات نے تقاضا کیا۔ تو وہ ہم سے استصواب کے بغیر انتظام سنبھال لیں گے۔ مجھے یاد نہیں رہا کہ میں نے کرنل اسکندر مرزا کو ہدایت کی تھی۔ کہ وہ جنرل محمد اعظم کو انتظام سنبھال لینے کے متعلق کہیں۔ تاہم جنرل محمد اعظم کی طرف سے انتظام سنبھال لینے کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ کیونکہ میرے خیال میں اس وقت صورت حال کو خراب ہونے سے بچانے کا واحد ذریعہ یہی تھا۔ کہ فوج انتظام سنبھال لے۔ سوال:۔ کیا آپ نے اپنے جولائی کے اس انٹرویو میں جو ۱۴ اگست ۵۲ء کو زمیندار میں شائع ہوا ہے۔ مولانا اختر علی خاں سے کہا تھا۔ کہ آپ مطالبات کو تسلیم کرنے کا اعلان یوم آزادی کے موقع پر کریں گے؟ جواب:۔ ہرگز نہیں۔ سوال:۔ پھر آپ نے ان سے کیا کہا تھا؟ جواب:۔ میں نے ان سے کہا تھا۔ کہ میں ۱۴ اگست کو اپنی تقریر میں اس کا ذکر کروں گا۔ "زمیندار" میں جو رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اور جسے میرے علم میں کبھی لایا گیا۔ وہ غلط ہے۔ انہوں نے اعتراف کیا۔ کہ اس رپورٹ نے عوام میں بہت زیادہ توقعات پیدا کر دی تھیں۔ سوال:۔ اگر اس سے غلط توقعات پیدا ہو گئی تھیں۔ تو پھر آپ نے اس کی تردید کیوں نہیں کی؟ جواب:۔ مولانا سے میری گفتگو دوسرے اخبار نویسوں کی موجودگی میں ہوئی تھی۔ اس خبر کو علماء اگر خاص طور پر میرے علم میں لاتے۔ تو میں ان کی تردید کر دیتا۔ سوال:۔ کیا آپ نے یوم آزادی کے موقع پر اپنی تقریر میں "زمیندار" کی اس غلط خبر کا ذکر کیا تھا؟ جواب:۔ اخبارات میں بے شمار جھوٹی خبریں چھپتی رہتی ہیں۔ اور ہم ان سب کی تردید نہیں کرتے۔ سوال:۔ کیا کچھ علماء نے ۱۱ اگست کو آپ سے وفد کی صورت میں ملاقات کی تھی؟ جن میں مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش۔ مولانا ابوالحسنات۔ ماسٹر تاج الدین انصاری۔ مولانا عبدالحامد بدایونی اور مولانا احتشام الحق بھی شامل تھے؟ جواب:۔ ان میں سے اکثر شامل تھے سوال:۔ کیا ان علماء نے آپ کو یاد دلایا تھا۔ کہ اس خبر میں جو کچھ چھپا تھا۔ اس کا دراصل آپ نے وعدہ کیا تھا۔ اور یہ کہ یوم آزادی کے موقع پر آپ کی تقریر نے ان کی توقعات پر پانی پھیر دیا تھا؟ جواب:۔ میں نے اس بیان کی تردید کر دی تھی کہ میں نے مولانا اختر علی خاں سے وعدہ کیا ہے کہ ہماری پالیسی علماء کے مطالبات کے مطابق ہوگی۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ میرا یہ قول کہ میں اپنی ۱۴ اگست کی تقریر میں اس کا ذکر کروں گا۔ اشاعت کے لئے نہیں تھا۔ کیونکہ اس کی اشاعت کی وجہ سے میرے لئے اس تاریخ پر اپنی تقریر میں اس کا ذکر ضروری ہو گیا تھا۔ لیکن بعد میں کابینہ کی یہ رائے ہوئی۔ کہ مجھے اسی تقریر میں اس کا ذکر نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لئے مجھے اسی شام کو ایک اعلانیہ جاری کرنا پڑا۔ کہ میں اپنی تقریر میں اس کا ذکر نہیں کروں گا۔ تاکہ ایسا نہ کرنے کا مجھ پر الزام نہ لگایا جاتا۔ اس سے یہ واضح ہو جائے گا۔ کہ میں نے جب یہ کہا تھا۔ میرا قول اشاعت کے لئے نہیں ہے۔ تو اس کی اشاعت سے میں پریشان ہوا تھا۔ میں نے مولانا اختر علی خاں سے جو کچھ کہا تھا۔ وہ اشاعت کے لئے نہیں بلکہ صرف ان کی اطلاع کے لئے تھا۔ اور میرے ایسا کرنے کی صرف یہ غرض تھی۔ کہ میں اس وقت ان سے تفصیلات پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا۔

انہوں نے کہا۔ مجھے علم نہیں۔ کہ احرار کے جن جلسوں کا میں نے اپنی شہادت میں ذکر کیا ہے۔ ان میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے بھی تقریر کی تھی یا نہیں۔ سوال:۔ آپ نے اپنی شہادت میں کہا ہے۔ کہ انسانی فہم و فراست کو ان مطالبات کے حل کے لئے کوئی نہ کوئی درمیانی راستہ تلاش کر لینے کے قابل ہونا چاہیئے۔ کیا آپ اب تک کوئی ایسا درمیانی راستہ تلاش کر سکے ہیں؟ جواب:۔ ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ فروری ۵۲ء کو ایک کانفرنس ہوئی تھی۔ جس میں مشرقی بنگال کے گورنر کے سوا تمام صوبوں کے گورنروں اور وزرائے اعلیٰ نے شرکت کی تھی۔ اس میں بہاولپور کے وزیر اعلیٰ کمانڈر ان چیف ڈیفنس سکرٹری۔ ہوم سکرٹری اور بلوچستان میں گورنر جنرل کے ایجنٹ بھی شامل تھے۔ اس کانفرنس میں صورت حال پر تین دن تک غور کیا گیا۔ کیونکہ اس وقت یہ خطرہ تھا۔ کہ مارشل لاء کو ہٹانے کے بعد تحریک پھر شروع ہو جائے گی۔ متعدد تجاویز پیش کی گئیں۔ لیکن ان میں سے میری تجویز کے سوا کوئی بھی قبول نہ کی گئی۔ میں نے یہ تجویز سب سے آخر میں پیش کی تھی۔ اور اس میں کہا تھا۔ امیر جماعت احمدیہ کو یہ تمام اعلان کرنے کے لئے کہا جائے۔ کہ وہ اور ان کے پیروکار پاکستان میں مسلمانوں کو احمدی بنانے کی کوئی کوشش نہیں کریں گے۔ میں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا۔ کہ یہ درست ہے۔ کہ ان کے عقیدے کے مطابق ان کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ لوگوں کو اپنا ہم عقیدہ بنائیں۔ لیکن لاکھوں غیر مسلم ہیں۔ جو ابھی دائرہ اسلام سے باہر ہیں۔ اور مسلمانوں کو جن کا ایمان انہی کا سا ہے۔ اپنا ہم خیال بنانا چھوڑ کر پہلے وہ غیر مسلموں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کی کوشش کریں۔ تو ان کا فرض پورا ہو جائیگا چوہدری ظفر اللہ خاں نے پھر مجھ سے چند سوالات پوچھے۔ جن میں سے ایک یہ سوال تھا۔ کہ کیا انہیں پرائیویٹ جلسے کرنے کی اجازت ہوگی؟ میں نے کہا۔ اس وقت تک اجازت ہوگی۔ جب تک وہ کسی مسلمان کو اس کے لئے مدعو نہیں کرتے۔ اگر کوئی مسلمان ان کے پرائیویٹ جلسے میں چلا گیا۔ تو ان کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ دوسرا سوال انہوں نے یہ پوچھا تھا۔ کہ اگر کوئی مسلمان ہم سے ہمارا لٹریچر مانگے۔ تو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا؟ میں نے کہا۔ اگر وہ خود ایسا لٹریچر مسلمانوں میں تقسیم نہ کریں۔ اور کسی مسلمان کے خاص طور مانگنے پر ہی دیں۔ تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اسی قسم کے دو ایک اور سوالات تھے یہ انتظام کیا گیا تھا۔ کہ گورنر پنجاب امیر جماعت احمدیہ کو سہولتیں دیں گے۔ کہ وہ اپنی جماعت کی کونسل کو بلا کر ان سے اس سوال پر بحث کر لیں۔ چوہدری ظفر اللہ خاں کو یہ تجاویز لے کر جانا تھا۔ اس دن کی کارروائی کے نوٹوں سے پتہ چل سکتا ہے۔ کہ جو لوگ بھی موجود تھے۔ وہ اس تجویز سے متفق تھے۔ اس کے بعد اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے قدم اٹھانا تھا۔ لیکن دو دن بعد مجھے برطرف کر دیا گیا۔ اور اس تجویز کے متعلق ابھی تک کچھ سننے میں نہیں آیا۔

سوال:۔ کیا آپ کو یاد ہے۔ کہ ۹ اور ۱۰ مارچ ۵۳ء کو آپ نے گورنر پنجاب سے ٹیلیفون پر گفتگو کی تھی۔ اور انہیں وزیر اعلیٰ پنجاب کو یہ پیغام پہنچانے کے لئے کہا تھا۔ کہ ۶ مارچ کے واقعات اور صورت حال پر قابو پانے کے متعلق مرکز ان کے طرز عمل سے مطمئن ہے۔ جواب:۔ میں ایسی بات اسی صورت میں کہہ سکتا تھا۔ اگر میرا ذہن ماؤف ہو چکا ہوتا۔ دراصل ہوا یہ کہ اسی تاریخ کو یا اس سے اگلے روز جب گورنر نے مجھے بتایا۔ کہ چونکہ مسٹر دولتانہ نے دوسرا اعلان کر دیا ہے۔ ان کے خلاف قدم اٹھانے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ میں نے کہا۔ چونکہ وہ دوسرا اعلان کر چکے ہیں۔ اور انہوں نے ہماری تجویز کو مان لیا ہے۔ اس لئے ہم ان کے خلاف اس وقت تک کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے۔ جب تک وہ وفادار رہیں۔ سوال:۔ کیا آپ ۲۲ مارچ کو لاہور آئے تھے؟ جواب:۔ عین ممکن ہے آیا ہوں۔ سوال:۔ کیا آپ نے انہیں یقین دلایا تھا۔ کہ جہاں تک ان کے ۶ مارچ کے رویے کا تعلق ہے۔ آپ کے پاس غیر مطمئن ہونے کی کوئی وجہ موجود نہیں۔ اور اگر آپ ان کا استعفیٰ منظور کریں۔ تو فقط اسی لئے کریں گے۔ کہ یہ پیشکش خود انہوں نے کی تھی؟ جواب:۔ مجھے یاد نہیں میں نے ایسا کہا ہو۔ لیکن دراصل ہوا یہ تھا۔ کہ انہوں نے خود مستعفی ہونے پر رضامندی کا اظہار کیا تھا۔ کہ ہم دوست رہیں۔ اور ہم اب تک دوست ہیں۔ سوال:۔ کیا آپ کو یاد ہے۔ کہ اس موقع پر آپ سے لاہور میں نواب ممدوٹ ملے تھے؟ جواب:۔ ہاں میں انہیں بعض وزراء کے مستعفی ہو جانے کے بعد ملا۔ سوال:۔ کیا یہ درست ہے۔ کہ نواب ممدوٹ پشاور گئے۔ اور گورنر سرحد سے کہا۔ کہ وہ آپ پر اپنا اثر استعمال کر کے مسٹر دولتانہ کو برطرف کر دیں؟ جواب:۔ میں صرف یہ جانتا ہوں۔ کہ وہ پشاور گئے۔ لیکن میرا یہ خیال نہیں۔ کہ گورنر کو کوئی ایسی تجویز پیش کی گئی تھی۔ کیونکہ گورنر نے مجھے اس کا کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ سوال:۔ کیا یہ حقیقت ہے۔ کہ مسٹر دولتانہ نے اپنی برطرفی کے لئے آپ سے کہا تھا۔ اور وعدہ کیا تھا۔ کہ اگر انہیں برطرف بھی کر دیا گیا۔ تو پارٹی بجٹ کی مخالفت ہرگز نہیں کرے گی؟ جواب:۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ میں مسٹر دولتانہ کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا تھا۔ کیونکہ انہوں نے میری نصیحت پر عمل کیا تھا۔ جب مسٹر دولتانہ نے مستعفی ہونے کی پیشکش کی۔ اور میں نے اسے منظور کر لینے کا فیصلہ کیا۔ تو میں نے گورنر جنرل اور مسٹر گورمانی کے سوا ان کے متعلق کسی کو نہیں بتایا۔ یہاں تک کہ ڈیفنس سکرٹری کو بھی جنہیں میرے ساتھ جانا تھا۔ آخری وقت تک اس کا علم نہیں ہوا۔ کہ مجھے کہاں جانا ہے۔ وائکنگ کے ہوا باز کو کہا گیا۔ کہ وہ مجھے پشاور لے جانے کے لئے تیار ہو جائے۔ میرے کراچی کے ہوائی اڈے پر پہنچنے تک بھی اسے معلوم نہیں تھا۔ کہ میں لاہور جا رہا ہوں۔ کابینہ کے اجلاس میں البتہ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ میں لاہور جا رہا ہوں۔ لیکن میں نے ان کو وہاں جانے کی وجہ نہیں بتائی تھی۔ گورنر پنجاب کو بھی علم نہیں تھا۔ کہ میں کیوں لاہور آ رہا ہوں۔ اس لئے نواب ممدوٹ کا مجھے کوئی تجویز پیش کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سوال:۔ کیا آپ کے علم میں یہ بات آئی تھی۔ کہ "امروز" اور "نوائے وقت" بھی تحریک کی حمایت میں مقالات شائع کر رہے ہیں؟ جواب:۔ نہیں بلکہ اس کے برعکس میری اطلاع یہ تھی۔ کہ وہ اس مسئلہ کو اہمیت نہیں دے رہے۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

محکمہ اسلامیات نے اپنے مقاصد کیلئے کئی اخبار نویسوں کو ادائیگیاں کی تھیں

تحقیقاتی عدالت میں مسٹر ابراہیم علی چشتی کا بیان!

مسٹر ابراہیم علی چشتی نے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں ۱۶ ستمبر محکمہ اسلامیات کے مشاورتی بورڈ کے متعلق میاں ممتاز دولتانہ کے وکیل مسٹر یعقوب علی خان کے استفسار پر جواب دیا۔ میں اس بورڈ کا ڈپٹی سکرٹری تھا ــــ مسٹر چشتی نے بتایا۔ ستمبر ۱۹۵۱ء میں حسب ذیل اصحاب بالآخر مشاورتی بورڈ کے رکن منتخب ہوئے تھے۔ (۱) مولانا ابوالحسنات محمد احمد (۲) مولانا غلام مرشد (۳) مفتی محمد حسن (۴) ٹیکسلا کے مولانا محمد بشیر (۵) مولانا غلام محمد ترنم (۶) مولانا محمد بخش مسلم ان میں سے بعض اصحاب کے نام پہلے ہی تجویز ہو چکے تھے لیکن آخری انتخاب ستمبر میں ہوا۔

انہوں نے مزید کہا۔ کہ اس بورڈ کے مذاکرات میں حصہ لینے کے لئے مولانا محمد یوسف حسن پنجاب یونیورسٹی کے مولوی محمد شفیع مولانا محمد ادریس اور مرزا احمد علی کو وقتاً فوقتاً بلایا جاتا رہا۔ لیکن یہ اصحاب اس کے رکن نہیں تھے۔ مقرروں کے ناموں کے متعلق سب سے پہلے خود میں یعنی بورڈ کے ارکان اور سیکرٹری اور میں نے غور و خوض کیا۔ اس کے بعد یہ نام باقاعدہ تجویز کی صورت میں پیش کئے۔ اور سیکرٹری نے ان کے متعلق فیصلہ کیا۔ جن مقرروں کا انتخاب عمل میں آیا۔ ان کے ناموں کے متعلق چیف سیکرٹری کو اطلاع نہیں دی جاتی تھی۔

س: کیا یہ مقرر محکمہ اسلامیات کے نظم و ضبط کے ماتحت تھے؟ ج: نہیں اس کے برعکس ان کا تقرر اس واضح مفاہمت پر عمل میں آتا تھا۔ کہ وہ اپنی ذاتی سرگرمیوں میں مصروف رہنے میں پوری طرح آزاد ہیں۔ مقرروں کے انتخاب میں اس بات کو کوئی دخل نہیں تھا۔ کہ وہ کس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔

س: احمدیوں کے خلاف جو تحریک چل رہی تھی اس کے بارے میں آپ نے مقرروں کے خیالات کا بھی جائزہ لیا؟ ج: نہیں۔ س: اگر آپ یہ شرط لگا دیتے ہیں۔ کہ صرف وہی لوگ مقرر کی حیثیت سے لئے جا سکتے ہیں۔ جو احمدیوں کے خلاف تحریک میں حصہ نہ لیں تو کیا آپ کو پھر بھی کوئی مقرر دستیاب ہو سکتا تھا؟ ج: جی ہاں ہو سکتا تھا۔

مسٹر چشتی نے کہا میرے محکمہ نے اس بات کی طرف کبھی توجہ نہیں کی۔ کہ اس کے منتخب کئے ہوئے مقرروں میں سے بعض احمدیوں کے خلاف تحریک میں حصہ لے رہے ہیں۔ سیاسی کانفرنس میں؟ دنکش میں بھی شامل نہیں تھا۔ کیونکہ میں محض ڈپٹی سیکرٹری تھا۔ لیکن جہاں تک میری ذاتی معلومات کا تعلق ہے میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ محکمہ نے ان کے تحریک میں حصہ لینے کی طرف کبھی توجہ نہیں کی۔

س: آپ نے کہا۔ کہ "زمیندار" کے عملہ ادارت کو محکمہ اسلامیات کی طرف سے بعض ادائیگیاں ہوئیں کیا میں آپ سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس نوعیت کے کام کے لئے دوسرے اخبار نویسوں اور دوسرے اخبارات کے عملے ادارت کے ارکان کو بھی ادائیگیاں کی گئیں؟ ج: میرے علم کے مطابق کسی کو بھی اس وجہ سے کوئی ادائیگی نہیں ہوئی کہ وہ فلاں اخبارات کے عملۂ ادارت میں منسلک ہے ہاں یہ ضرور صحیح ہے کہ بعض اخبار نویسوں نے ہمارے لئے کتابچے لکھے۔ اور انہیں ادبی چیزیں لکھنے والوں کی حیثیت سے محض ان کتابچوں کی خوبیوں کی بنا پر ادائیگی ہوئی۔ ان ادائیگیوں کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ کہ وہ کسی اخبار کے عملہ میں ہیں۔ ان مقاصد کے لئے بعض دوسرے اخبارات مثلاً تسنیم اور آفاق کے ارکان کو بھی ادائیگیاں کی گئیں۔ (باقی)

دیسی کپڑے کی قیمتوں میں یکم جنوری سے کمی کرنے کا اعلان!

لاہور ۱۱ دسمبر (ریڈیو) معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۵۴ء سے پاکستان بھر میں دیسی کپڑے کا بھاؤ گر جائے گا۔ کپڑے کے کارخانے داراور بیوپاری اس کپڑے کی تقسیم کا مناسب انتظام کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ تاکہ عوام کو کارخانے کی مقرر کردہ ہول سیل قیمت سے دس فی صدی زائد قیمت پر دیسی کپڑا دستیاب ہو سکے۔ کارخانے دار اپنی طرف سے ملک بھر میں خوردہ دکانیں بھی کھولیں گے۔

آئندہ مہینے کی پہلی تاریخ سے دیسی کپڑا کارخانوں سے اسی قیمت پر ملا کرے گا جس قیمت پر اس سال کے آغاز میں ملتا رہا ہے۔ یہ فیصلہ کل کارخانہ داروں اور سرکاری افسروں کی ایک کانفرنس میں کیا گیا ہے۔ جو قیمتوں کے کنٹرولر جنرل مسٹر این۔ ایم۔ خان نے لاہور میں طلب کی تھی۔ کانفرنس کے بعد ایک سرکاری بیان جاری کیا گیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ کارخانہ داروں نے خود کپڑے کی قیمتیں کم کرنے کی پیشکش کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی سارے پاکستان میں اپنی طرف سے خوردہ دکانیں کھولنے کا بھی وعدہ کیا ہے۔ ان دکانوں کے ذریعہ پاکستان میں تیار کیا ہوا چالیس فیصد کپڑا فروخت ہوگا۔ دس فیصدی کپڑا حکومت کی قائم کردہ مناسب قیمتوں کی دوکانوں پر فروخت کریں گی۔ بیان میں توقع ظاہر کی گئی ہے کہ اس نئے انتظام کے ماتحت بازار میں کپڑے کی قیمتیں گر جائیں گی کانفرنس میں اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ ملک میں کپڑے کی گرانی کی کوئی خاص وجہ نہیں۔

ــــ کراچی ۱۱ دسمبر۔ پاکستان اور امریکہ کے درمیان مفروضہ فوجی معاہدہ کے سلسلہ میں روس نے حکومت پاکستان کو جو احتجاجی مراسلہ بھیجا ہے اس پر توسیع شدہ کابینہ پاکستان کے پہلے اجلاس میں جو کل منعقد ہوا تھا۔ غور و خوض کیا گیا۔ اس اجلاس میں امریکی نائب صدر مسٹر نکسن کے حالیہ دورۂ کراچی کے دوران پاکستان کے افسران اعلےٰ اور مسٹر نکسن کے درمیان جو بات چیت ہوئی

امریکہ سے مبینہ فوجی معاہدے پر روس کے بعد کمیونسٹ چین کا پاکستان سے احتجاج

چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کی واپسی کے بعد حکومت پاکستان احتجاج کا جواب دیگی

کراچی ۱۱ دسمبر۔ آج شب کراچی کے سرکاری حلقوں نے بتایا ہے کہ کمیونسٹ چین نے پاکستان اور امریکہ کے مبینہ فوجی معاہدے کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ چین کی عوامی جمہوریہ نے پیکنگ میں مقیم پاکستانی سفیر میجر جنرل این۔ اے۔ ایم رضا کو ایک مراسلہ دیا۔ جس میں پاکستان اور امریکہ کے درمیان ایک ایسے معاہدے کی بات چیت کے خلاف احتجاج کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق پاکستانی علاقے میں امریکہ اپنے ہوائی اڈے قائم کرے گا۔

سفارتی حلقوں کی اطلاع ہے کہ عوامی جمہوریہ چین کی حکومت نے پاکستان سے ان اطلاعات کے خلاف احتجاج کیا ہے کہ پاکستان امریکہ کے مابین فوجی اتحاد کی گفت و شنید ہو رہی ہے۔ جس کے تحت پاکستان میں امریکہ اپنے اڈے بھی قائم کرے گا۔ حکومت چین نے اپنے احتجاج میں لکھا ہے کہ پاکستان و امریکہ کے مابین فوجی معاہدہ کی گفتگو سے چین میں جائز طریقے پر تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ کیونکہ چینی صوبہ سنکیانگ (ترکستان) پاکستان کے قریب ہے۔ چینی احتجاج سے ایک ہفتہ پیشتر روس نے پاکستان سے احتجاج کیا تھا۔ باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کے کراچی آنے کے بعد حکومت پاکستان ان دو کمیونسٹ ملکوں کے احتجاجی خطوط کا جواب دے گی۔

پورٹ ٹرسٹ کے مزدوروں کی ہڑتال

۳۶ گھنٹے کے بعد ختم ہو گئی

کراچی ۱۱ دسمبر۔ کراچی پورٹ ٹرسٹ کے مزدوروں کی دو روزہ ہڑتال آج رات سات بجے ۳۶ گھنٹے بعد ختم ہو گئی۔ حکومت پاکستان نے کل اس ہڑتال کو خلاف قانون دے دیا تھا لیکن اس کے باوجود آج دن بھر ہڑتال جاری رہی۔ بلکہ مزید ڈھائی سو مزدور ہڑتال میں شریک ہو گئے۔ حکومت پاکستان کا صنعتی مصالحتی عملہ دن بھر مزدوروں اور پورٹ ٹرسٹ کے حکام کے درمیان مصالحت کرانے کی کوشش کرتا رہا۔ بالآخر لیبر آفیسر خواجہ کو اپنی کوششوں میں کامیابی حاصل ہو گئی۔ انہوں نے مزدوروں کو یقین دلایا کہ حکومت ان کی شکایات دور کرنے اور ان کے مطالبات منوانے کی کوشش کرے گی۔ چنانچہ ۷ بجے شام مزدوروں نے ہڑتال ختم کر کے پھر کام شروع کر دیا۔ اس سے قبل پورٹ ٹرسٹ کے ۵ ہزار ملازمین کی طرف سے حکومت کو انتباہ کر دیا گیا تھا کہ اگر شام ۴ ½ بجے تک مزدوروں کے مطالبات تسلیم نہ کر لئے گئے تو پورٹ ٹرسٹ کے ہر شعبہ میں مکمل ہڑتال ہو جائے گی آج دن بھر ہڑتال کی وجہ سے ۱۸ جہاز گودی میں کھڑے رہے۔ اور ان پر سے مال اتارنے کا کام بند رہا۔ گزشتہ دو روز میں بجلی کی کرینوں اور ہڑتال نہ کرنے والے عملہ کی مدد سے صرف ایک جہاز خالی کیا گیا۔

خواجہ ناظم الدین کا بیان

(بقیہ صفحہ ۶)

سوال:۔ کیا آپ کو علم ہے۔ کہ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کے خواجہ نذیر احمد خاں افتخار حسین ممدوٹ کے گہرے دوست ہیں؟ جواب:۔ نہیں۔

سوال:۔ جب آپ فروری میں پنجاب آئے تو کیا آپ سرگودھا کے دورے پر گئے تھے؟ جواب:۔ ہاں میں وہاں شکار کھیلنے گیا تھا۔

سوال:۔ کیا آپ سرگودھا میں ملک خضر حیات خاں اور سابقہ یونینسٹ پارٹی کے بعض ممتاز ارکان سے ملے تھے؟ جواب:۔ میرا خیال ہے۔ میں ملک خضر حیات سے ملا تھا۔

سوال:۔ کیا آپ نے ان سے پوچھا تھا۔ کہ وہ میاں ممتاز دولتانہ کی جگہ کوئی اور وزارت بنانے میں ان کی مدد کر سکتے ہیں؟

جواب:۔ کمانڈر ان چیف میرے ہمراہ تھے۔ اور متبادل وزارت بنانے کا سوال زیر بحث آنا تو درکنار ذہن میں بھی نہیں آیا۔ سوال:۔ کیا سرحد کے خان جلال الدین خاں نے مطالبات کے حق میں تقریر کی تھی؟ جواب:۔ میری اطلاع یہ تھی۔ کہ انہوں نے صرف وزیر خارجہ اور وزیر اعظم کے خلاف تقریر کی ہے اور اس غیر دانشمندی پر گورنر سرحد اور وزیر اعلیٰ سرحد نے انہیں سرزنش کی تھی۔ سوال:۔ کیا مسٹر گ: در مطالبات کے پرجوش حامی تھے؟ جواب:۔ جی ہاں۔ سوال:۔ کیا انہیں دستور ساز اسمبلی کا نائب صدر اس واقعہ کے بعد مقرر کیا گیا؟ جواب:۔ ان دونوں باتوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ لیکن امر واقعہ کی حیثیت سے درست ہیں۔ سوال:۔ کیا یہ حقیقت ہے۔ کہ تمام مخالف جماعتیں اور اخبار مسلم لیگ کے خلاف پراپیگنڈا کر رہے تھے۔ کہ اسے برسر اقتدار جماعت ہونے کی وجہ سے اس کی حکومت کو اس معاملے میں پالیسی وضع کرنی چاہیئے؟ جواب:۔ مجھے اس کا علم نہیں۔ (ختم شد)

(... نے) مطلع کیا ہے۔ کہ میرے متعلق یہ خبر بے بنیاد ہے۔ میں نے افغانستان کی قومیت ترک کی ہے نہ میں نے مہدے سے استعفیٰ دیا ہے۔ اور نہ اپنی حکومت پر کوئی اعتراض کیا ہے۔ میں اپنے بادشاہ کا وفادار ہوں۔ اور مجھ پر بادشاہ کی اطاعت اسلامی تعلیمات کی رو سے فرض ہے۔ میں افغانستان کی حکومت کو قومی سمجھتا ہوں۔

دوبارہ ایسے حالات پیدا کرنے کی اجازت نہیں دیجائیگی کہ جن کی وجہ سے مارشل لاء کا نفاذ ناگزیر ہو گیا تھا (دولتانہ)

لاہور ۱۱ دسمبر۔ آج پنجاب اسمبلی کا اجلاس ختم ہونے والا تھا۔ کہ مخالف پارٹی کے مسٹر سی۔ ای۔ گبن نے ایک تحریک التوا پیش کی۔ جس میں کہا گیا تھا۔ کہ اب سے تھوڑی دیر پہلے پولیس نے ہزاروں مزدوروں کے جلوس پر لاٹھی چارج کیا۔ جو ہمیں روٹی دو کے نعرے لگاتا ہوا اسمبلی ہال کی طرف آ رہا تھا۔ وزیر اعلیٰ نے کہا۔ کہ مجھے اس واقعہ کا کوئی علم نہیں ہے۔ اور میں جلد سے جلد اس بارے میں تحقیقات کروں گا۔ انہوں نے کہا۔ کہ میں ایسے شرپسند لوگوں کو برداشت نہیں کروں گا۔ جو غریبوں کو استعمال کر کے لاہور یا صوبے کے اور کسی حصے میں ایسے ہی حالات پیدا کر دیں۔ جن کی وجہ سے مارشل لاء نافذ کرنا پڑا تھا۔ اگر کسی نے ایسی کوشش کی۔ تو میں ایجی ٹیشن کو آہنی پنجے سے کچل دوں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد ملک فیروز خان نون نے ایوان کو بتایا۔ کہ تحقیقات سے معلوم ہوا۔ کہ لاٹھی چارج کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ کشمیر مینشن کے دو سو چپڑاسیوں اور ان کے حامیوں کا ایک جلوس روانہ ہوا تھا۔ وہ اسمبلی ہال کی طرف بڑھا لیکن وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اسے پر امن طریق سے منتشر کر دیا گیا۔ ایوان نے تحریک التوا پر بحث کی اجازت نہیں دی۔ اور اسپیکر نے حکم دیا کہ تحریک کے متعلق کارروائی کو اسمبلی کے ریکارڈ سے خارج کر دیا جائے۔ اس پر مخالف پارٹی نے احتجاج کیا اور دو منٹ کے لئے واک آؤٹ کر گئی۔

جرمنی ۵۰۰ بسیں ایران کو برآمد کریگا

شٹگرٹ ۱۱ دسمبر۔ جرمنی کی ایک موٹر بنانے والی فرم ۵۰۰ بسیں ایران کو سپلائی کرے گی۔ اس کی پہلی قسط دسمبر ۱۹۵۳ء سے شروع ہو گی۔ اور ایک سال کے اندر اندر تمام بسیں سپلائی کی جائیں گی۔

اسرائیل روس کے ساتھ دوستی کرنے لگا

یروشلم ۱۱ دسمبر۔ پیر کے دن پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر شرٹ نے بتایا کہ اسرائیل کو یقین ہو گیا ہے کہ بیرونی مقابلہ کی حد تک اسرائیل کے خلاف ہو گیا ہے۔ ہم دوسروں کے ساتھ بہترین تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔ گزشتہ ہفتہ سے اسرائیل کا رویہ کمیونسٹوں کی طرف نرم ہو گیا ہے۔ ابھی حال ہی میں روس اور اسرائیل کے درمیان اشیاء کے بدلے اشیاء تبدیل کرنے کا ایک معاہدہ بھی ہو چکا ہے۔

امریکہ میں افغانی آفیسر نے استعفیٰ نہیں دیا

پاکستان کے افغانی سفارتخانے کا تردیدی بیان

کراچی ۱۱ دسمبر۔ افغانستان کے سفارتخانہ کراچی کا پریس نوٹ مظہر ہے۔ کہ ۱۴ اور ۱۵ نومبر کے اخبارات میں ۔۔۔۔ نیویارک ٹائمز کے حوالے سے جو یہ خبر چھپی ہے۔ کہ افغانستان کے سفارتخانہ واشنگٹن کے پریس اتاشی مسٹر نور احمد اعتمادی نے افغان قومیت ترک کر کے اپنی حکومت کے خلاف نکتہ چینی کی ہے۔ اور اب وہ افغانستان واپس نہیں جائیں گے اس خبر میں کوئی صداقت نہیں۔ مسٹر نور احمد نے کراچی پہنچ کر افغانستان کے سفارتخانہ کو بذریعہ

مدراس کے وزیر اعلیٰ کے خلاف بغاوت زور پکڑ گئی

مدراس ۱۱ دسمبر۔ مدراس کے اینٹی راج گوپال اچاریہ گروپ کے تین ممبر آج نئی دہلی آ رہے ہیں۔ اور پنڈت نہرو سے ملاقات کریں گے۔ یہ ممبر پنڈت نہرو سے کہیں گے۔ کہ یا تو مسٹر راج گوپال اچاریہ یا جمہوریت میں سے کسی ایک کو منتخب کر لو۔ کہا جاتا ہے کہ کانگرس پارٹی کے ۲۰۰ ممبروں میں سے ۸۰ مسٹر راج گوپال اچاریہ کے مخالف ہیں۔ مسٹر راج گوپال اچاریہ کے مخالف مسٹر نائیڈو نے کہا۔ کہ وہ ایسے حالات پیدا کر دیں گے۔ کہ مسٹر راج گوپال اچاریہ کے لئے وزیر اعلیٰ رہنا ناممکن ہو جائے۔

مصری گاؤں پر راکٹ بم

قاہرہ ۱۲ دسمبر۔ مصر کے نائب وزیر نے بتایا۔ کہ نہر سویز کے علاقے کی برطانوی فوج نے مصری گاؤں پر راکٹ بم پھینکا ہے۔

روس سے سٹرلنگ سونا لندن پہنچ گیا

لندن ۱۱ دسمبر: حکومت روس نے سٹرلنگ سونا جس کی قیمت ایک کروڑ پچاس ڈالر ہو گی۔ پر اسرار طریقہ سے ایک طیارہ کے ذریعہ لندن روانہ ہو گیا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ روس میں مبادلہ زر کی خصوصاً اسٹرلنگ کی قلت پیدا ہو گئی ہے۔ جس کو دور کرنے کے لئے یہ سونا بھیجا جا رہا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ روز سونے سے بھرے ہوئے دو طیارے ماسکو سے براہ پراگ لندن پہنچے۔ اور بعد میں مزید ایک طیارہ بھر کر ہوائی اڈے پر طیاروں کے پہنچنے پر پولیس متعین کر دی گئی اور سونا جس کو آخر وقت تک راز میں رکھا گیا تھا براہ راست بنک آف انگلینڈ کو بھیجدیا گیا

رجسٹرڈ ایس ۱۱۸۱